اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد اوّل

مصنفہ

علامہ سیّد محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سیّد بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

نے دو خداؤں کا اعتقاد کیا۔ یا ذاتِ خدا میں دُوئی کا قائل ہُوا اور جس نے یہ اعتقاد کیا تو خدا کی ذات میں اجزاء کا قائل ہوا اور جو ایسا اعتقاد رکھے اُس نے خدا کو نہیں پہچانا ہے نیز فرمایا ہے کہ دین کا سب سے پہلا امر خُدا کا پہچاننا ہے کہ اُس کو یکتا جانے اور اس کو یکتا جاننے کا کمال یہ ہے کہ اُس کی ذات سے صفات زائدہ کا انکار کرے۔

خدا کی صفاتِ کمالیہ کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ علم، قدرت، اختیار، حیات، ارادہ، کراہت، سمع، بصر، کلام، صدق۔ ازلی ہونا اور ابدی ہونا۔ بعضوں نے ان دونوں صفتوں سے سرمد کے معنی لیے ہیں۔ ہمیشہ سے ہونا اور ہمیشہ رہنا۔ لہٰذا جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ عالم، قادر، صاحبِ اختیار، حیّ (زندہ) مرید (صاحبِ ارادہ) کارہ (بُرے کاموں کو ناپسند کرنے والا) سمیع، بصیر، متکلم، صادق، ازلی اور ابدی ہے۔ چونکہ بعض صفتیں بعض دوسری صفتوں کی جانب پلٹتی ہیں اور بعض صفات تنزیہہ میں داخل ہیں اس لیے ان کی تعداد میں اختلاف کیا ہے اور سب انہی کی طرف پلٹتی ہیں جو مذکور ہُوئیں۔

دُوسرا باب

ان صفتوں کا بیان جن کی ذاتِ اقدس الٰہی سے نفی کرنی چاہیئے

پہلی بحث یہ کہ وہ یکتا ہے اس کی خُدائی میں اور اشیاء کے پیدا کرنے میں کوئی اُس کا شریک نہیں۔ جیسا کہ مجوسی یزدان اور اہرمن کہ وُہ نور و ظلمت کے قائل ہیں اور نہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت اور پرستش کا حق ہے، جیسا کہ کفارِ مکّہ نے خدا کے ساتھ بُتوں کو پُوجنے اور اُن کو سجدہ کرنے میں شریک کیا تھا اور یہ مطلب تمام اخبارِ انبیاء اور دینِ حقہ کی تمام ضرورتوں سے ثابت ہے اور عقل کی بداہت سے معلوم ہے کہ نظامِ عالم وجود اور اُس کے حالات کا انتظام بغیر ایک خدا کے ممکن نہیں جبکہ ایک گھر میں دو صاحبِ اختیار، ایک شہر میں دو حاکم اور ایک ملک میں دو بادشاہ ملک کے حالات و نظام میں خلل کا باعث ہوتے ہیں تو آسمانوں اور زمینوں کے حالات اور کارخانۂ ایجاد کا نظام باوجود اس قدر وسعت کے دو خداؤں سے کیونکر منتظم ہو سکتا ہے۔ بلکہ تھوڑے غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عالم اپنے باہمی اجزا کے ساتھ ارتباط کے اعتبار سے بمنزلہ ایک جسم کے ہے تو جس طرح عقل تجویز نہیں کرتی کہ ایک جسم میں

دو نفس ہوں اُسی طرح یہ بھی تجویز نہیں کرتی کہ دو خُدا مدبّر عالم ہوں۔ محقق دوانی نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص بصیرت و اعتبار کی آنکھ سے عالم کے سرو پا کے گرد دیکھے اُس کی ابتدا، جو عالمِ روحانیات ہے اس کی انتہا تک جو عالمِ جسمانیات ہے تو وُہ ہر ایک کو ایک سوراخ دار سلسلہ میں منتظم دیکھے گا بعض میں بعض داخل ہیں اور ہر ایک اپنے بعد کے سُوراخ سے مرتبط ہے تو تم سمجھو کہ ایک خانہ ہے، اور اربابِ بصیرت پر مخفی نہیں ہے کہ اس ارتباط اور التیام کے مثل سوائے ایک صانع کے نظام پذیر نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ متعدد صاحبانِ بصیرت دہوش پر یہ مطلب واضح ہے کہ باوجود اس کے کہ موجد کی حقیقت میں سب ایک ہیں کیونکہ محققان اہلِ دانش و بینش پر ظاہر و آشکار ہے کہ تمام اشیاء میں مفردِ حقیقی جزوِ واحد تنہا نہیں ہے اس واسطہ سے کہ مصوّر کی مختلف صُورتیں ہیں جن میں بہت سی نفرت انگیز اور انکار آفریں صورتیں ان کی مصنوعات میں ظاہر ہوتی ہیں اور اس بات اور ایسی ہی باتوں کے مُلاحظہ سے ہوشمند صناع کو معلوم ہوتا ہے کہ ایسی وحدت اور انتظام جو اجزائے عالم میں واقع ہے ایک واحد اور یکتا صانع کے سوا کسی سے ممکن نہیں جیسا کہ آیۂ کریمہ کا مضمون لوکان فیہما الٰھۃ الّا اللہ لفسدتا اگر ان (زمین و آسمان) میں سوائے اللہ کے کوئی اور خدا ہوتا تو (نظام عالم میں) خرابی ہو جاتی، اس پر مبنی ہے اور اہلِ اعتبار کے لیے معمولی تنبیہ کافی ہے کہ ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الّیل والنّھار لایات لاولی الالباب (یعنی آسمان و زمین کی خلقت اور شب و روز کے ادل بدل میں صاحبانِ عقل کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں محقق دوانی کا قول ختم ہوا) اور سابقہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح وجودِ صانع بدیہی و فطری ہے اسی طرح اس کی وحدت بھی بدیہی اور فطری ہے اور سب کا رُخ ایک خدا کی جانب ہے اور ایک بارگاہ میں مقیم ہیں اور صاحبانِ عقلِ سلیم کا اتفاق بھی اسی پر ہے۔ اور اکثر ثنویہ (دو خدا ماننے والے) بھی مبداء اصلی کو ایک جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نُور اور یزدان قدیم ہیں۔ اور اہرمن اُسی سے پیدا ہوا وہ حادث ہے۔ ان میں سے تھوڑے بظاہر دونوں کے قدیم ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اگر باطن میں تھوڑا سا غور کریں تو وحدت کا اقرار کرلیں اور ان کی مہمل باتوں کو ہر جاہل سُنتا ہے۔ اور اُن کے باطل ہونے کو بدیہی طور سے جانتا ہے جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے اور جنابِ امیر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اور خدا ہوتا تو چاہیئے تھا کہ اُس کی کتابیں اور اُس کے انبیاء بھی ہمارے پاس آتے اور یہ قطعی دلیل ہے کیونکہ واجب الوجود کو چاہیے کہ صاحبِ کمال اور فیاض مطلق ہو۔ جب ایک خدا ایک لاکھ چوبیس[۱۲۴] ہزار انبیاء و مرسلین اپنی معرفت اور عبادت کے لیے بھیجتا ہے اور مخلوق کی ہدایت کرتا ہے۔ اگر نعوذ باللہ دوسرا خدا بھی ہوتا تو اُس کو بھی چاہیئے تھا کہ انبیاء اپنے پہچاننے اور عبادت کے لیے بھیجتا یا وہ قادر نہیں بلکہ عاجز ہے یا پھر حکیم نہیں ہے

بلکہ بخیل اور جاہل ہے اور ان صفتوں میں کوئی واجب الوجود کے لیے جائز نہیں ہے اور اِس بات میں بے شمار دلیلیں ہیں جن کے ذکر کی گنجائش اس رسالہ میں نہیں ہے۔ لیکن یہ کہ بُت جو چند جمادات ہیں اور ان سے نفع و نقصان متصور نہیں ہوتا یا چند مخلوق ہیں جو قادرِ مطلق سے مغلوب اور اُس کے نزدیک مقہور ہیں عبادت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ اس سے بہت واضح ہے کہ بیان کی احتیاج رکھتا ہو۔ اور اس کی نفی دینِ اسلام کے ضروریات سے ہے۔

دوسری بحث

یہ کہ خدا تعالیٰ مُرکّب نہیں ہے۔ یعنی جسم، جوہر اور عرض نہیں ہے اور اُس کے لیے کوئی مکان اور جہت (سمت) نہیں ہے۔ جاننا چاہیے کہ موجود یا مُرکب ہے یا بسیط۔ مرکب وہ ہے جس کے اجزا ہوں خارج میں جیسے آدمی جو مُرکب ہے اعضا، اخلاطِ بدنی اور عناصر اربعہ سے۔ یا ذہنی ہو جیسے جنس و فصل۔ اور بسیط وہ ہے جس کے اجزاء نہ ہوں اور حق تعالیٰ بسیط مطلق ہے۔ اس کے کوئی جزو نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی جزو رکھتا ہوتا تو وجود میں اُس جزو کا محتاج ہوگا، اور ممکن ہوگا اور وہ جوہر نہیں ہے۔ کیونکہ جوہر ممکن کی ایک قسم ہے۔ وہ بالذات واجب الوجود ہے اور عرض نہیں ہے جیسے سفیدی و سیاہی کیونکہ عرض محل و مقام کا محتاج ہے اور ہر محتاج ممکن ہے اور جسم نہیں ہے کیونکہ جسم اجزاء سے مُرکّب ہوتا ہے اور مُرکب محتاج ہے اجزاء کا۔ وہ کسی مکان (مقام) اور سمت میں نہیں ہے، کیونکہ جو کچھ مکان اور جہت (سمت) میں ہے یا جسم ہے یا جسم میں حلول کئے ہے اور خدا ان دونوں سے پاک ہے اور حرکت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہونا اس کے لیے محال ہے کیونکہ یہ باتیں جسم اور جسمانیت کے لوازم سے ہیں۔

تیسری بحث

یہ کہ صانع عالم اپنا مثل نہیں رکھتا چنانچہ فرمایا ہے۔ لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر (اُس کے مثل کوئی شئے نہیں اور وُہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اور کوئی شبیہ اور نظیر نہیں رکھتا کیونکہ ذات اور کنہ صفات اُس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور وُہ اپنا کوئی ضد نہیں رکھتا جو اس کے ساتھ مُعارضہ (مقابلہ) کر سکے۔ اور اشیاء کے پیدا کرنے میں کوئی مددگار اور معین نہیں رکھتا اور جو اعتقاد کہ غلو کرنے والے رکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے رسُول اور آئمہ علیہم السلام کو پیدا کیا اور عالم کے خلق کرنے کو اُن پر چھوڑ دیا کفر ہے۔ اور بندوں کے افعال کے سوا تمام چیزوں کا خالق ہے۔

چوتھی بحث

یہ کہ دنیا کا بنانے والا دیکھنے کے لائق نہیں ہے اور سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا۔ نہ دُنیا میں نہ آخرت میں۔ اور یہ شیعوں کے دین کی ضروریات سے ہے۔ اور جو کچھ لوگ توہم کرتے ہیں اس مطلب پر آیتیں اور حدیثیں بہت وارد ہوئی ہیں۔ اس کے خلاف جو